سوال

(91) دوسری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کی بجائے تسبیح پر اکتفا جائز ہے یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دوسری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کی بجائے تسبیح پر اکتفا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو شخص سورۃ فاتحہ یا اس کے ساتھ مزید کوئی سورۃ پڑھ سکتا ہے اس کے لیے فاتحہ چھوڑ کر تسبیح پڑھنے کے جواز کا کوئی وجود نہیں ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہو سکا کہ بعض اہل علم جنہوں نے آخری دو رکعتوں میں فاتحہ اور تسبیح میں اختیار دیا ہے ان کی بنیاد کس چیز پر ہے۔

چوں کہ تسبیح کے جواز کی جو احادیث یا دلائل ہیں وہ صرف اس شخص کے لیے ہیں جو قرأت نہیں کر سکتا مثلاً عن رفاعة بن رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم رجلا الصلوة فقال ان کان مع قرآن فاقرأ والا فاحمد اللہ وکبرہ وہللہ ثم ارکع اخرجہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ والنسائی۔

مذکورہ حدیث میں نمازی کے ساتھ قرآن نہ ہونے کی قید ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت، جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا استطیع ان آخذ شیئا من القرآن فعلمنی ما یجزئنی فقال قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والدارقطنی وابوالجارود وابن حبان والحاکم۔

اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن اسمٰعیل سکی ہے۔ اگرچہ یہ رجال بخاری میں سے ہے۔ مگر محدثین نے امام بخاری پر اس کی حدیث لانے پر اعتراض کیا ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن قطان کہتے ہیں۔ کہ ایک قوم نے اس کی تضعیف کی ہے۔ اور اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی کوئی منکر المتن حدیث بھی نہیں پائی۔ نوویؒ نے ضعیف رواة کی فصل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کے ساتھ ابراہیم منفرد نہیں ہے۔ بلکہ طبرانی اور ابن حبانؒ نے اس کی روایت طلحہ بن مصرف عن ابی اوفیٰ کے طریق سے ذکر کی ہے۔ لیکن اس کی سند میں فضل بن موفق ہے۔ ابوحاتم اور ابن حجرؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث بھی آدمی کے قرآن کریم کو بالکل یاد نہ کر سکنے کی صورت میں ہے۔ اس سے حافظ فاتحہ کے لیے نہ پڑھنے کے جواز کا استدلال درست نہیں ہے۔ شوکانی نے فتح الربانی میں ذکر کیا ہے کہ جس نے مذکورة الصدر احادیث سے استدلال کیا اس نے صریح غلطی کا ارتکاب کیا۔

شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ یہ صورت ہر وقت جائز ہو چوں کہ جو شخص کلمات تسبیح حفظ کر سکتا ہے وہ فاتحہ بھی یاد کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کی صحیح تاویل اس طرح ہو گی۔ ایک آدمی مسلمان ہوا ہے اتنی جلدی وہ قرآن کریم کا کوئی حصہ یاد نہیں کر سکتا اور نماز کا وقت آ چکا ہے جبھی وہ اس نماز سے فارغ ہو گا تبھی اسے فاتحہ یاد کرنا ہو گی۔

اور یہ دونوں حدیثیں اس مسئلہ میں نہایت شافی فیصلہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اگر ہم فرض کر لیں۔ کہ ان ظو مقید احادیث کے علاوہ کوئی مطلق بھی موجود ہے تو بھی اسے ان مقید احادیث پر محمول کریں گے، چوں کہ صورت فاتحہ کی قراۃ ہر رکعت میں ثابت ہے۔ جس کے دلائل علامہ شوکانی نے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں ذکر کیے ہیں۔ دلیل الطالب علی

ارجح المطالب ص ۲۹۰تا ۲۹۱

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد3ص224-225